Registered

L. No. 89.

نورافشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۹) مطبوعہ ۲۹- ستمبر ۱۹۰۵ء بروز جمعہ جلد (۳۳)

گلدستۂ اخبار

باکو اور بعض دیگر مقامات کاکیس میں لوٹ مار کی گرم بازاری ہے۔ **یونان** اور رومانیہ کے درمیان بدعہدی ہو رہی ہے شاہ رومانیہ اپنی یونانی رعایا کی مصایب کی تلافی کرنے سے انکاری ہے۔ **مراکو** کے درمیان جرمنی اور فرانس میں ایک کامل اتفاق ہو جانے والا ہے۔ **روس** کی شرقی ایشیائی سٹیمشپ کمپنی نے اعلان دیدیا ہے کہ اس نے روس اور بعید مشرق کے درمیان باقاعدہ خدمات شروع کر دی ہیں۔ **فنلنڈ** میں اس طرح تمام دیہاتوں میں سے آٹھ سو ڈیلیگیٹ پولیٹکل معاملات پر غور کرنے کے لئے فراہم ہوئے مگر فوج نے آکر ان کو منتشر کر دیا **باکو** واقعہ کاکیس میں ابتک بغاوت جاری ہے۔ **تمام** طاقتوں نے ملکہ موروثی سرکار کے روبرو ایک نوٹ پیش کیا ہے کہ اس کے علاقہ میں یورپین کی حفاظت کی جاوے۔ **چین** میں جس قدر ہسپتال اب موجود ہیں وہ سب کے سب مسیحیوں کی طرف سے ہیں۔ اُن میں سے ایک بھی نہیں جو چین کی سرکار یا کسی پرائیویٹ طور پر قائم ہو۔ **ماہ ستمبر** کے آخر تک امسال کی آمدنی بابت افیون ۳ کروڑ ۹۲ لاکھ ۶۰ ہزار ۵ سو ۶۰ روپیہ تھی۔ **نارتھ ویسٹرن** ریلوے پر وہ بڑی سڑک جو کراچی کو جاتی ہے شیر شاہ اور مظفر آباد اسٹیشنوں کے درمیان ۶۰۵ و ۶۰۷ میلوں کے درمیان **سڑک** شکست ہو گئی ہے بوجہ کثرت بارش وسیلاب کے۔ **آنریبل** مسٹر گوکھلے صاحب ۱۶ ماہ حال کو دو ماہ کی رخصت پر ولایت چلے گئے۔ **لارڈ کچنر** صاحب کوہ ومنالی کا دورہ کر کے ماہ حال میں شملہ واپس آئینگے۔ **بنگال** میں بنگالیوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے اور اس پر عمل درآمد بھی بڑے جوش وخروش سے ہو رہا ہے کہ ولایتی کسی قسم کی شئے استعمال نہ کرینگے بلکہ اپنے دیس کی بنی ہوئی اشیاء۔ **کلکتہ** میں ایک ہزار چوہڑوں نے ایکا کر کے قطعاً کام چھوڑ دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کام زیادہ اور تنخواہ کم ہے **یکم اکتوبر** سے کوئی ڈاک کا ٹکٹ جس پر خط کھینچا ہوا ہو یا تاریخ و دستخط کے حروف ہوں ڈاکخانجات میں نہ لیا جائے گا ناظرین آگاہ رہیں۔ **لارڈ کرزن** صاحب کی حکومت کے حالات کا خاکہ گورنمنٹ کے محکمہ جات میں تیار ہو رہا ہے **مہاراجہ** ٹراونکور کی دو لڑکیوں کو جو ۹ و ۱۰ سالہ ہیں ایک ہندوستانی گریجوایٹ انگریزی تعلیم دے رہا ہے اور ایک مس صاحبہ موسیقی اور کشیدہ سکھاتی ہیں۔ **نمائش** حیدرآباد دکن میں مستورات کی نظمی اور نثری تحریرات بھی رکھی اور دکھائی جائینگی۔ **بنارس** کے جولاہوں نے ۵۰ ہزار سرمایہ سے ایک سوسائٹی قائم کی ہے تاکہ زربفت اور کمخواب کا کارخانہ جاری کریں۔ **کلکتہ** میں سخت گرمی پڑ رہی ہے اور جانور گرمی کی شدت سے مر رہے ہیں **شدید** **زوگ** واقعہ میسور کی سونے کی کان میں آگ لگ گئی اور بہت سے قلی مر گئے۔ **گذشتہ** ہفتہ لکھنؤ میں ۵۴۴ وفاتیں ہوئیں اُنمیں سے ۱۴۵ ہیضہ سے فوت ہوئے۔ **۱۸ ستمبر** **سٹاک ہالم** کی خبر ہے کہ گذشتہ ہفتے ناروے میں بڑی سرگرمی سے جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور سرحد پر مورچے باندھے جا رہے ہیں۔ **بالفورس** میں بھی مورچے بندی ہو رہی ہے۔ وجہ اسکی وہ خوف ہے جو پوٹامن کے غدر سے پیدا ہوا۔ **کلکتہ** کی تعلیم یافتہ لیڈیوں نے بھی باہم ملکر نادار بیوگان کی پرورش کا ہوم قائم کیا ہے۔ **ہند** میں فیلڈ مارشل کی سلامی ۱۹ توپوں سے ہوگی اور کامل جنرل کی سلامی ۱۷ توپوں کی قرار پائی۔ اور لفٹنٹ جنرل کی سلامی ۱۵ توپ سے ہوگی۔ **کلکتہ** کی برن کمپنی نے ۳۰۰ کلارک مدراس سے منگوانے چاہے کیونکہ بنگالیوں سے ان بن ہے۔ **سینٹ پیٹرسبرگ** سے خبر آئی کہ روسی گورنمنٹ نے تقریر وتحریر کی عام آزادگی منظور کی۔ اور ایک شاہی حکم نافذ کیا گیا کہ روس میں تقریر وتحریر کی آزادگی جائز ہے۔ **جرمن افریقہ** میں سرکش قوم ہاٹن ٹاٹ کے لیڈر مسمی ویٹبوی نے اور سخت چوٹ پہنچائی۔ تمام ہمراہی قتل کر ڈالے ایک ہزار مواشی ۱۲۲ گاڑیاں مع رفلین وگولہ بارود سب چھین لیا۔ **لنڈن** سے ڈاکٹر برنارڈ کے مرنے کی خبر آئی یہ صاحب ہزارہا یتامیٰ کی پرورش کرنے والا تھا۔ **انڈین** **سوشل** ریفارمر خبر دیتا ہے کہ اپر انڈیا میں گذشتہ چند ہفتوں میں دس بیواؤں کی شادی کی گئی۔ شاباش۔ **ریڈ کرسچن کالج** سے ایف اے کے امتحان کا نتیجہ بہت تشفی بخش رہا ہے جبکہ اور دوسرے کالجوں میں بہت کم طلبا پاس ہوئے ہیں اور اس کالج میں ۶۴ فی صدی پاس ہوئے جب کہ اور صرف ۴۴ فی صدی ہم ریڈ کرسچن کالج کے پروفیسروں کو مبارکباد دیتے ہیں۔ **سیکیپچر** کو شملہ میں ایک اور سخت زلزلہ آیا اور اُس کے جھٹکے پورے دو منٹ تک محسوس ہوئے **لاہور** میں ہیضے کے ہر روز چند مہلک کیس ہوتے رہتے ہیں۔

اَیڈِیٹورِیَل نوٹس

سلطنت عثمانیہ میں عیسائیوں کے ساتھ برتاؤ۔ ہمنے ۱۶ ستمبر کے پیسہ اخبار میں بعنوان "آرمنیوں کی نئی شرارت" ایک نوٹ بڑے افسوس کے ساتھ پڑھا۔ ایڈیٹر صاحب آرمنیوں کی سازش کا حال لکھتے ہوئے گویا کانی آنکھ سے دیکھ کر وہاں کے مسیحیوں کو "شریر دغاباز فتنہ انگیز" اور "محسن کش" وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ انکی سازش کا بیان تو آپ فرماتے ہیں مگر اس برتاؤ کا کچھ خیال نہیں کرتے جو سلطان کی عدالت سے مسیحیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ دو چار ایسی ویسی باتیں لکھدیں مگر حقائق سے بالکل اغماض کیا ہے۔ لہذا ہم ایک مختصر سا بیان اس سلوک کا ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو مسیحیوں کے ساتھ سلطنت عثمانیہ سے شرعاً اور عملاً ہوا کرتا ہے یہہ کل برتاؤ بتفصیل کینن میلکم مکال صاحب کے اُس خط سے اخذ کرتے ہیں جو آپنے ۲ جنوری ۱۸۹۰ء میں اخبار ٹائمز کے درمیان شائع کیا تھا۔ انہوں نے اِس خط میں مسلمانوں کے کوڈ اور دیگر مستند کتابوں سے حوالہ دیا ہے اور بتلایا ہے کہ اُن کے برخلاف سلطان کو کرنیکی بالکل مجال نہیں۔ شیخ الاسلام گویا مالک تخت و حکومت ہے۔ فاضل صاحب عمری کی تصنیف سے ذیل کی عبارت درج کرتے ہیں۔ "مسیحی کو حکم ہے کہ کسی مسلمان کو مسیحی ہونیکی ترغیب نہ دے۔ اور نہ کسی مسلمان کو بپتسمہ دے۔ اگر اسکا کوئی رشتہ دار مسلمان ہونا چاہئے تو ہرگز کسی طرح اسکو اس خواہش کے خلاف ترغیب نہ دے۔ اِن حکموں کو توڑنے کی سزا موت ہے۔ مسیحی کا فرض ہے کہ اگر کسی مسلمان کو دیکھے خواہ وہ مسلمان کیسے ہی درجہ کا ہو تو اُس کے سامنے کھڑا ہو جاوے۔ مسیحی نواب یا آرچ بشپ مسلمان بھیک مانگنے کے سامنے ادب کے لئے کھڑا ہو۔ کوئی مسیحی گھوڑے پر زین ڈالکر سوار نہو۔ اُسکو اجازت نہیں کہ تلوار یا لڑائی کا اور کوئی ہتھیار رکھے۔ مسیحی کوئی نیا گرجا یا رہبان خانہ یا کوئی اور مکان مذہبی غرض سے نہ بنادیں۔ شہر میں یا شہر کے گردنواح میں۔ اگر کسی ایسی گلی میں جسمیں مسلمان رہتے ہوں کوئی گرجا پرانا ہو جاوے تو مسیحی اُسکی مرمت نہ کریں .... وہ صلیب کا نشان نہ بنادیں اور اپنے مردوں کے لئے ماتم نہ کریں۔ ......" ملتقہ میں مرقوم ہے۔ "مسلمان کے خلاف مسیحی کی گواہی کبھی نہ سُنی جاوے۔ ..... مسیحی کو حکم ہے کہ اپنے دروازے پر ایک نشان لگادے جس سے سبکو اُس کا گھر معلوم ہو جاوے اور جسکو دیکھہ کر بھیک منگے بھی اُسکو خدا کے نام سے دعا دینے سے باز رہیں۔ اگر سڑک پر چلتے وقت اُسکو کوئی مسلمان ملے تو عیسائی کو لازم ہے کہ سڑک کے تنگ حصے کیطرف ہو جائے۔ جزیہ لینے کیوقت جزیہ لینے والا اُس کے ساتھ بڑی بے رحمی سے پیش آوے۔ یعنی اُسکو جھنجھوڑے اور اسکی چھاتی پر مارے یا زمین پر گھسیٹے اور کہے اے ذمی۔ اے اللہ کے دشمن جزیہ دے۔ ...... ایک کونسل لکھتا ہے کہ مسیحیوں کو بے خطر ہر قسم کی گالیاں دی جاتی ہیں اور دوسرے بے عزتی کے کلمات کہے جاتے ہیں اور اس امر میں خاصکر حکام بڑے مشتاق ہیں۔ کمیٹیوں اور عدالتوں میں تمام گالیاں جو ترکوں کی زبان میں مرکب ہو سکتی ہیں عیسائیوں کو دیجاتی ہیں۔ اور اُن کے مذہب کی توہین کیجاتی ہے۔ سلطنت کے حاکم اور جج ہر گھنٹہ حقیر اور ذلیل مسیحیوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ ..... آرمینیہ کے ایک قاضی نے مسیحی مردے کے دفن کے سارٹیفکیٹ دیا جس میں یہ خود پڑھا۔ اُس کے الفاظ یہہ تھے۔ مریم کے گرجا کے پادری کو ہم اجازت دیتے ہیں کہ فلاں شخص کی ناپاک سڑی گلی بدبودار لاش کو جو آج جہنم واصل ہوا زمین میں چھپادیوے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مذکورہ بالا قوانین ہنوز پرانے نہیں ہوئے احکام شرع نہ موقوف ہو سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔ سلطان بھی اُسپر کچھہ اختیار نہیں رکھتا۔ اگر سلطان چاہے کہ اِن قوانین میں سے کسیکو موقوف کردے تو لوگوں کا اختیار ہے کہ اسکی تابعداری چھوڑ دیں۔ اور شیخ الاسلام کے فتوے سے تخت سے معزول کیا جاسکتا ہے۔ محکمہ عدالت کا مختار سلطان نہیں بلکہ شیخ الاسلام ہے۔ اور شیخ الاسلام کے فتوے کے بغیر سلطان کا کوئی ملکی حکم بھی کچھہ زور نہیں رکھتا۔ پیرس برلن۔ اور سائپرس کے عہدناموں میں جو وعدے سلطان نے عیسائیوں کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کی بابت کئے انپر شیخ الاسلام نے کبھی اپنی مہر نہیں کی اس لئے وہ تمام وعدے جو سلطان کرچکا ہے خاک کی مانند ہیں جو سلطان نے یورپ کی آنکھوں میں ڈال رکھی ہے اور کوئی مسلمان سلطان کے علاقہ میں انکا ذرہ بھی پابند نہیں۔ ...... ایک اور ظلم یہہ ہے کہ شرع حکم کرتی ہے کہ مسیحی مسلمان اہلکاروں اور مسافروں کی تین دن تک مفت مہمانداری کریں۔ ... ۱۸۸۰ء میں چرچ مشن کے ایک پادری بنام ڈاکٹر کالر نے ترکوں کے کسی کالج کے پروفیسر سے دعائے عمیم کی کتاب کے چند صفحوں کی تصحیح میں مدد لی۔ یہہ جرم سمجھا گیا اور پادری گرفتار کیا گیا۔ لیکن چونکہ وہ جرمنی کا باشندہ اور انگریزوں کا نوکر تھا اس لئے وہ تو رہا ہو گیا۔ لیکن شیخ الاسلام نے مسلمان پروفیسر پر موت کا فتویٰ دیا۔"

اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ سلطان کی حکومت میں مسیحیوں کی کیسی درگت ہو رہی ہے اور سلطان اُن قوانین کی جن کے مطابق یہہ بدسلوکی مسیحیوں سے ہوتی ہے اصلاح ہرگز نہیں کر سکتا۔ تو کیا تعجب ہے کہ ایسی سازش ہو۔ قصور زیادہ تر بلکہ بالخصوص سلطان کا ہے نہ کہ مسیحیوں کا۔ ہمارے مسلمان بھائیوں کو ایسے معاملات کا ذکر کرنے یا انکو قلمبند کرنے سے شرم آنی چاہئے یا اگر کچھہ لکھنا

دعا اور صحت - اکثر خیال کیا جاتا ہے کہ دعا سودا کا خاص سبب ہے۔ اس کے برخلاف تھوڑا عرصہ ہوا کہ انگلستان کے دو لائق فائق ڈاکٹروں نے دو لکچر دیئے ہیں جنمیں یہہ ثابت کیا ہے کہ یہہ مقولہ بالکل غلط ہے اور انہوں نے یہہ ثابت کیا ہے کہ دعا صحت کا ایک خاص اور اعلیٰ سبب ہے۔ ان میں سے ڈاکٹر ہساوپیا صاحب نے اپنے لکچر میں ذیل کی عبارت درج کی "دعا غیر محدود (جس سے انکی مراد مذہب ہے) جو خیال میں ترقی کبھی بھی پیدا نہیں کر سکتا ذہن کو محض ایک اتفاقی ولولہ سے برتر کرتا اور اسکو استحکام ودیعت کر دیتا ہے۔ میں اس شخص کی مانند جسکی ساری عمر ذہنی دکھوں میں گذر گئی یہہ کہونگا کہ صحت کی تمام تجاویز میں سے جو مضطرب نیند۔ روحوں کی اداسی۔ اور مصیبت زدہ ذہن کے تمام خراب نتایج پر اپنا الٹا اثر ڈالتی ہیں میں بلا پس و پیش دعا کی سادہ عادت کو اول درجہ دونگا۔" اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر شوفیلڈ صاحب جو اعلیٰ درجہ کے طبیب اور علم النفس کے ماہر اور مصنف ہیں مذکورہ بالا رائے پر حاشیہ چڑھاتے اور اس قانون پر جو جسمانی اور ذہنی عمدہ حالت کی درمیانی کڑی ہے کہتا ہے کہ دعا میں ایک اعلیٰ چیز کی صحت دینے والی خوبی ہے اور یہہ بتلاتا ہے کہ ہلتھ۔ ہولنس۔ اور ہولینس یعنی صحت۔ تندرستی اور پاکیزگی میں لفظی اشتقاق اور حقیقت دونوں بخوبی نمایاں ہیں اور یہہ تینوں دراصل ایک ہی ہیں۔ اسکی دعا کی فلاسفی بھید کی جڑ تک پہنچتی ہے آپ کا بیان ہے کہ "سچ ہے کہ ہم بہت سی چیزیں دعا کے ذریعہ سے حاصل کرتے ہیں اور ایسا ہی ہونا چاہئے۔ مگر دعا کی صحت والی قدر اس شے میں مشتمل نہیں ہے جو ہم دستیاب کر سکتے ہیں۔ دعا کی اصلی شفا بخش قیمت اس امر میں ہے کہ دعا سے ہم خدا کو چھوتے یا مس کرتے ہیں۔ اور خدا کو چھونا اور اسکی حضوری میں رہنے سے زندگی کی تمام ذرہ ذرہ سے دکھ بھی جو روحوں کو ناساز اور اعضا کو بھدا بنا اور صحت کو برباد کر دیتے ہیں گداز اور افسردہ ہو جاتے ہیں جونہی کہ روح اس غیر محدود سے موافقت پیدا کر لیتی ہے۔ یہی صحت۔ یہی شفا۔ اور یہی پاکیزگی ہے" یہہ اصول اور اسپر اصرار اور اسکی خلاف ورزی کے نتایج کا واضح اور صریح بیان اور اسکی تقلید و تعمیل کے فواید کا پورا پورا اور پرزور ذکر صرف عہد جدید کے خواص میں سے ایک افضل ترین خاصہ ہے۔ اس اصول سے عموماً اغماض اور پہلو تہی کیا جاتا ہے۔ اور بہت سے نامعقول اور فضول اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ دین و دنیا ہر دو کی بہبودی کا انحصار اسی اصول کی تعمیل و تکمیل پر ہے۔

زلزلہ سے محفوظ رہنے والی عمارتیں

جسقدر انسان کی ضرورتیں بڑھتی جاتی ہیں اسی قدر ان ضرورتوں کے حل کرنے کے سامان بھی قانون قدرت سے مہیا ہوتے جاتے ہیں۔ اور پروردگاری الٰہی سے ایسے ایسے اشخاص پیدا ہوتے جاتے ہیں جو ان ضرورتوں کے رفع کرنیکی کوشش کرتے اور سامان نکال لیتے ہیں۔ ۴ اپریل کے زلزلے نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ زلزلہ سے محفوظ رہنے کے لئے کیسی عمارتیں بنانی چاہئیں۔ چنانچہ آجکل جاپانی پروفیسر اومری نے تحقیق کر کے دریافت کیا ہے کہ زلزلے کے جھونکوں کا مقابلہ کرنیکی غرض سے واضح ہوتا ہے کہ سب سے عمدہ قسم کی عمارت وہ ہے جو اینٹوں اور عمدہ مصالح سے بنی ہو اور اسمیں عمدہ اور اصلی شہتیر اور کڑیاں اور چوکھٹیں لگی ہوئی ہوں"۔ وادی کانگڑہ میں اس قدر جانوں کے نقصان کا اصلی باعث فن معماری کی کسر مہارت تھی۔ جاپانی ڈاکٹر اومری کی رائے ہے کہ گذشتہ زلزلہ کے وقت کانگڑہ تحصیل میں جو گھر منہدم ہو گئے ہیں انکی تعداد چالیس ہزار کے قریب ہے اور دس ہزار جانیں تباہ ہو گئیں بعض مقامات میں ہر دو برباد شدہ گھروں میں سے ایک آدمی مرا تھا مگر جاپان میں جہاں بھونچال بہت زیادہ شدید ہیں انسان کی اوسط بربادی ہر گیارہ برباد شدہ گھروں پیچھے ایک شخص ہلاک ہوا۔ ڈاکٹر اومری خیال کرتے ہیں کہ لابدی امر تھا کہ ہند کا وقتاً فوقتاً زلزلوں سے مقابلہ ہوتا رہے۔ یہہ ایک بڑا غور طلب اور دلچسپ امر ہے کہ جبکہ زلزلہ کا موجب زمین کے نیچے کسی کمزوری کی موجودگی ہے تو نتیجہ یہہ ہے کہ اس کمزوری کو رفع کیا جاوے۔ اور بھونچال کے بعد محفوظ ترین عمارت وہ ہوگی جو ایک دفعہ بڑے زور سے جنبش کھا چکی ہو۔ اگر یہہ نتیجہ درست ہو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو عمارتیں اس ہیبتناک زلزلہ میں ایک دفعہ متزلزل ہو گئی اور ابتک بہ امن و امان ایستادہ ہیں انکو کسی دوسرے ایسے زلزلہ سے خطرہ نہیں ہے۔ اور اس امر کی تائید بعد کے کئی ایک مقامی زلزلوں سے ہو چکی ہے جو حال ہی میں گذشتہ دو مہینوں میں آچکے ہیں ؛

ہند و جاپان میں طعامی مشابہت۔

وہ مشابہت اور نزدیکی جو ہند و جاپان میں اسوقت نظر آتی ہے سو خوراک کے معاملہ میں ہے۔ اگرچہ گوشت کا کھانا بدھ مذہب میں منع کیا گیا ہے تسپر بھی نہ تو تبت میں اور نہ ہی برما میں اسکی تعمیل ہوتی ہے۔ مگر صرف جاپانی لوگ ہی ابھی خوراک سے نفرت کرتے ہیں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ملک میں اس خوراک کا اشتیاق بہت ہے تو انہوں نے اس مشکل پر غالب آنے کے لئے کئی تجاویز سوچیں۔ جیسے ہند میں ویسے ہی جاپان میں بھی مچھلی کھانے کی اجازت ہے۔ اور گوشت کھانے کی ممانعت کو انہوں نے اس طرح آسان کر لیا ہے کہ اگر دیگر جانوروں کو مچھلی نہیں کہہ سکتے تو انکی بھی اجازت ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً ہرن کا گوشت جو کھانے میں عمدہ ہے اس لئے حلال متصور ہو گیا ہے کہ ہرن کو وہ لوگ کوہستانی وہیل

مچھلی" کہتے ہیں۔ ویل پانی میں رہتی ہے۔ اس لئے وہ مچھلی ہے۔ مچھلی کھانے کی اجازت ہے۔ پس اگر ہرن کوہستانی ویل کہلاتا ہے تو اُس کا گوشت کھانا روا ہے۔ پس منطقانہ طور پر یہہ ثابت ہو گیا کہ ہرن کا گوشت حلال ہے ساتھہ ہی اس کے یہہ ایک عجیب بات ہے کہ جیسے ہند میں گائے اور سور کے گوشت سے کراہیت کیجاتی ہے اسی طرح جاپان میں بھی۔ کوریا اور چین کے قرب وجوار میں سور کا گوشت تمام ماکولات سے بڑھکر لذیذ شئے تصور کیجاتی ہے مگر جاپانی نہ صرف اسکے گوشت سے بلکہ کل سینگدار جانوروں کے گوشت سے پرہیز کرتے ہیں جیسے کہ ہند میں ویسا ہی جاپان میں بھی لوگوں کی عام خوراک دال بھات اور مچھلی ہے۔ مگر وہاں دال کی بہت سی قسمیں نہیں ہوتیں۔ وہاں صرف ایک ہی قسم کا بیج ہے جس سے دال بنتی ہے اور اُسی کا تیل بھی نکالا جاتا ہے اُس کا نام "سوئی" کہلاتے اگرچہ جاپان ایک معتدل ملک ہے تو بھی وہاں چاول بکثرت پیدا ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ وہاں بعض ایسی قسم کے چاول پیدا ہوتے ہیں جو دنیا بھر میں اعلیٰ درجہ کے تصور کئے جاتے ہیں۔ مگر لوگ وہاں کے ایسے غریب ہیں کہ ادنی درجہ کے چاول تو خود استعمال کرتے ہیں اور اعلیٰ درجوں کے چاول دیگر ممالک میں فروختگی کے لئے بھیجتے ہیں اور اس کے عوض میں ستا اناج مول لیکر خود استعمال کرتے ہیں۔ وہاں کے لوگ بہت ہی غریب ہیں ایسا کہ سستی قسم کے چاول بھی انکو نصیب نہیں ہوتے۔ وہ صرف شکر قند اور سستا اور خراب قسم کا منڈوا یا باجرہ کھاتے ہیں۔ جیسا کہ یہاں کے زمیندار اور خصوصاً غریب زمیندار اور دیگر غربا گیہوں تو بیچ ڈالتے ہیں مگر جوار اور مکی وغیرہ پر گذران کرتے ہیں۔ عوام لوگ چاول کو ایک عمدہ خوراک تصور کرتے ہیں۔ اور اُن کے درمیان یہہ ایک عام دستور ہے کہ جب وہ کسی دوست کی سخت بیماری کی خبر سنتے ہیں تو کہا کرتے ہیں "کیا ایسی ردی حالت ہوگئی ہے کہ وہ چاول بھی نہیں کھا سکتا؟" ٭

تذکرۃ الحکمائے یونان

اکثر خیال کیا جاتا ہے اور ویسا ہی افلاطون کے معذرت نامہ سقراط اور زینوفن کی یادگار سقراط وغیرہ سے ظاہر بھی ہوتا ہے کہ اگر سقراط چاہتا تو وہ ضرور رہا ہو جاتا۔ مگر اس کی موت فی الحقیقت بالرضا تھی۔ سقراط کی تقریر سے جو افلاطون نے معذرت نامہ میں درج کی ہیں صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سقراط نے اپنی رہائی کی مطلق پرواہ نہ کی تھی بلکہ یہہ خیال کرتا تھا کہ یہہ آزمائش خدا کی طرف سے میرے لئے معین ہو چکی ہے (معذرت نامہ ۴۱ د و ب) اور نیز انکی اُس تقریر پر غور کرو جو اُس نے معذرت نامہ کے آخر میں کی ہے۔ جس سے صاف ظاہر و عیان ہے کہ وہ چاہتا تھا کہ میں اس جسم سے چھوٹ کر جاؤں (بہشت) میں ہمیشہ کی خوشی کے درمیان مسکن گزین ہو جاؤں اور اپنی تکلیفات انجہانی سے محفوظ اور مامون ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ کہتا ہے (ایضاً ۳۷ ج) "کیا میں قید تجویز کروں؟ اور میں اپنی عمر کیوں قید میں متواتر افسروں یعنی گیارہوں کی غلامی میں بسر کروں؟ اور کیا میں جرمانہ اور قید دونوں کو تجویز کروں؟ .... لیکن کیا میں جلاوطنی تجویز کرونگا؟" وغیرہ وغیرہ۔ بعض نے اُسکو صلاح دی تھی کہ یہاں سے بھاگ جا تو اُس نے جواب دیا کہ "یہہ خدا کے حکم کی نافرمانبرداری ہے" "اور اگر کوئی کہے کہ تو اپنے بیوی بچوں اور دیگر رشتہ داروں کو عدالت میں لاکر اور رو رو کر منت و سماجت کر اور رحم کا ملتجی ہو تو تُو میں ان باتوں میں سے کسی پر عمل کیوں نہ کرونگا؟ اے آتھینے والو! نہ تو تکبر کے سبب سے اور نہ اس لئے کہ میں تم کو حقیر سمجھتا ہوں۔ اور کہ آیا میں موت کا دلیری کے ساتھہ مقابلہ کر سکتا ہوں یا نہیں یہہ اور بات ہے۔ مگر اپنی اور تمہاری اور تمام شہر کی عزت کے لحاظ سے مجھے اُنہیں سے کوئی بات بھی کرنی مناسب معلوم نہیں ہوتی نیز اس سبب سے کہ میں یہہ نام اور یہہ عمر رکھتا ہوں" (ایضاً ۳۴ ھ)۔ علاوہ ازیں وہ موت کو بری شئے نہیں سمجھتا تھا "کوئی شخص موت کو جب وہ اُسپر آتی ہے افضل شئے تصور نہیں کرتا بلکہ ایسا خیال کرکے کہ ہم بخوبی جانتے ہیں اُس سے ڈرتے ہیں گویا کہ یہہ بڑی بری چیز ہے۔ اور کیا یہہ تصور کرنا کہ ہم اس شئے کو جانتے ہیں جسکو وہ نہیں جانتے پُر شرم جہالت نہیں ہے؟ لیکن اے دوستو! شاید میں اس امر میں بھی سب آدمیوں سے متفرق ہوں۔ اور اگر میں سب سے زیادہ دانا ہونے کا دعویٰ کروں تو یہہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ جب میں حادیس کے باشندوں کی بابت کافی طور پر نہیں جانتا تو ایسا ہی خیال بھی کرتا ہوں کہ میں نہیں جانتا۔ لیکن میں بخوبی جانتا ہوں کہ اپنے افسر کی خواہ وہ خدا ہو خواہ انسان نافرمانی کرنی اور اُس کو نقصان پہنچانا بری اور بے شرمی کی بات ہے۔ پس میں بری باتوں سے جنکو میں جانتا ہوں کہ بری ہیں اور نہیں جانتا کہ اس کا انجام بھلا ہوگا ہرگز نہ تو خوف کرتا ہوں اور نہ گریز" (ایضاً ۲۹ د و ب ۴۰ ج سے ۴۱ ڈنک)۔ زینوفن کہتا ہے کہ "اور لوگ تو آزمائش کے وقت اپنی بابت ایسے طور پر معذرت کرتے تھے کہ یا تو منصفوں کی رحمت حاصل کریں یا خلاف قانون انکی خوشامد یا منت کیا کرتے تھے اور اسطرح رہا ہو جاتے۔ مگر سقراط نے قانون کے برخلاف عدالت میں معمولی باتوں میں سے کسی کو عمل میں لانا نہ چاہا۔ کیونکہ اگر وہ ان باتوں میں سے کسی پر بھی آسانی عمل کر لیتا تو بالضرور وہ رہا ہو جاتا مگر اس نے قوانین کی خلاف ورزی کرکے زندہ رہنے کی بہ نسبت اُن پر کاربند ہو کر مرجانا بہتر سمجھا" (یادگار سقراط ۴ کتاب ۴:۴)۔ ایک نصیح نے جس کا نام لوسیاس تھا ایک بڑا

پر دلائل اور فصیح معذرت نامہ بنا کر سقراط کو دیا تاکہ وہ اُس کے ذریعہ سے معذرت کرے۔ اور اگر وہ ایسا ہی عمل کرتا تو بالضرور رہا ہو جاتا مگر سقراط نے اسکی اپنے مرتبہ اور شان کے شایان نہ سمجھا۔ پس اُسپر جرم لگایا گیا ؛

اہل آتھینے کا دستور تھا کہ مقدمات میں تعزیر منصوب کے علیحدہ ووٹوں سے معین کیجاتی تھی۔ اور یہہ عمل مجرم کے مجرم ٹھہرائے جانے کے بعد ہوتا تھا۔ مدعی جب اس جرم کی تعزیر خود بتلا چکتا تھا تو مدعا علیہ کو بھی اجازت دیجاتی تھی کہ وہ اپنے لئے اس سے ہلکی تعزیر تجویز کرے۔ اس دستور کے بموجب سقراط نے یہہ تعزیر اپنے لئے تجویز کی کہ "مجھ جیسے غریب نیکو کار شخص کے لئے جسکو تمہیں نصیحت کرنے کے واسطے فرصت کی ضرورت ہے کونسی شئے موزوں ہے ؟ اے آتھینے والو! ایسے شخص کے حسب حال اور کچھ نہیں مگر یہہ کہ وہ میر مجلسوں کے مجمع گاہ میں پرورش پاوے" (معذرت نامہ ۳۶ د)۔ منصفوں کا دستور تھا اور انکو اختیار تھا کہ اُن دونوں سزاؤں میں سے مجرم کے لئے خود اُسکی طرف سے اور اُس سزا کے درمیان جسکو مدعی نے تجویز کی ہو اپنی رائے ظاہر کریں مگر تیسری سزا عاید کرنیکے وہ مجاز نہ تھے بلکہ صرف دونوں میں سے ایک سزا کا چن لینا اور وہی مجرم کو دینا۔ چونکہ "میر مجلسوں کے مجمع گاہ میں پرورش پانا" یونان کے درمیان سب سے افضل عزت تھی اور صرف وہی شخص سرکاری اخراجات سے وہاں پرورش پاتے تھے جن سے اہل شہر نہایت خوش اور ممنون تھے یہی مصنف اُسکو ابھی مجرم گردان چکے تھے تو انہوں نے اس تجویز کو ریشم کے رومال میں جوتا لپیٹ کر مارنا تصور کیا اس لئے اب اُس پر فتوے دیئے جانے کے لئے ووٹ پڑنے لگے پس دایو جنس کے مذکورہ بالا حوالہ کے مطابق اُن دو سو اکاسی ووٹوں (۲۸۱) سے اسّی اور بڑھ گئے اور ۳۶۱ رایوں سے اُس پر موت کا فتوے دیا گیا ؛

دلچسپ معلومات

موجودہ مالی سال کے پہلے چار ماہ میں ۱۵۶۷۵۲۱۴ روپیہ کا سونا اور ۳۲۲۷۰۶۵۸۰ روپیہ کی چاندی ہند میں آئی۔ سکہ رعت کے ساتھ مضروب ہوئے ہیں۔ اور انہیں چار ماہ کے درمیان کلکتہ اور بمبئی کے دار الضرب میں ۲۲۳۳۴۱۵۷ روپیہ مضروب ہوئے۔ برعکس اس کے ۱۲۰۶۴۴۴۶۸ پرانے روپیہ گلائے جانے کے لئے موصول ہوئے۔ پس یکم اپریل سے آخر جولائی تک کل تعداد مروجہ روپیوں کی ۱۰۲۷۰۶۸۹ روپیہ ہے ؛

ناروے میں جب کوئی شخص دریا یا تالاب میں ڈوب جاتا ہے تو وہاں کے لوگ اسکی تلاش کرنے کے لئے کشتی میں سوار ہو کر کوائے گھومتے پھرتے ہیں انکا یہہ یقین ہے کہ جس جگہ غرق شدہ آدمی کی تلاش ہوگی وہاں کوا خود بخود کائیں کائیں کرنے لگتا ہے۔ علی ہذالقیاس اہل جاوا غرق شدہ شخص کی تلاش کیلئے اپنے ساتھ کشتی میں ایک بھیڑ کو بٹھا لیتے ہیں۔ انکا عقیدہ ہے کہ جہاں بھیڑ بولے گی وہیں مردہ لاش ہوگی لیکن طرفہ یہہ ہے کہ اہل ناروے اور جاوا ہمیشہ اپنی ان تراکیب میں ناکامیاب کبھی نہیں ہوئے ؛

اورنگ آباد میں ایک بکرا ہے جسمیں علامت نر و مادہ دونوں ہیں۔ اِس کا ایک تھن قریب ایک بالشت ہے اور اسمیں سے قریب پاؤ سیر دودھ نکلتا ہے ؛

شہر روم (واقعہ اٹلی) میں ایک پوپ - ۳۰ کارڈینل ۳۵ بشپ - ۱۳۶۹ پریسٹ - ۲۸۳۲ منک - ۳۲۱۲ نن - کل ۷۴۷۹ اشخاص روحانی صلحکار ہیں۔ اس شہر کی آبادی ۴ لاکھ ہے۔ اِس حساب سے ہر ۵۳ باشندوں پیچھے ایک روحانی صلحکار ہے۔ اگرچہ روم ایسا شہر ہے جسمیں علوم و فنون کی حد درجہ اشاعت اور ہائی سکولوں اور دار العلوموں کی کثرت ہے تسپر بھی ۱ لاکھ ۹۰ ہزار بالغ اشخاص ایسے موجود ہیں جو بالکل لکھ پڑھ نہیں سکتے۔ روم کی حدود میں سب سے زیادہ مجرمان بھی ہیں یعنی فی ہزار ۸۳ ؛

مشن فیلڈ

سترہ برس گذرے کہ برٹش اور فارن اور سکاچ اور امریکن بائبل سوسائٹیوں کی زیر نگرانی پوری بائبل کا ترجمہ جاپانی زبان میں کیا گیا تھا اور اب تک وہی جاری ہے مگر اب ترجمہ کی نظر ثانی کی ضرورت معلوم ہو گئی ہے۔ ایک جاپانی مسیحی عالم مسٹر وائی ایس سکون بائبل کا نیا ترجمہ اپنی زبان میں کر رہے ہیں ؛

متھوڈسٹ ایپسکوپل مشنری سوسائٹی کے ینگ پیپلس ڈیپارٹمنٹ کی زیر نگرانی ۱۹۰۴ء میں ۲۸۶ جماعتوں نے جنمیں ۸۶۱۳ ممبران تھے بائبل کی تعلیم پائی۔ ماہ جون ۱۹۰۵ء میں درج رجسٹر ۱۶۷۵۳ ممبران اور ۱۲۶۳ جماعتیں تھیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کی بادشاہت کی تاریخ اور حالات کے مطالعہ کا شوق ان میں روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اور کارندے محنت کش ہیں ؛

ایس۔ پی۔ جی۔ مشن کی فہرست خادمان دین میں قریباً ۸ سو مشنری درج ہیں۔ اس مشن کو ولیم ثالث نے ۱۷۰۱ء میں قائم کیا تھا ؛

لکھنؤ میں دسہرہ میٹنگ ۴ سے ۱۱ اکتوبر تک قائم رہیگی ؛

سنڈر پہلوان سیلون سے ولایت روانہ ہو گیا ہے ؛

مُراسلات

نمبر (۷)

بھائیوں اور بہنوں کے فرایض

محبت کی راہ سے ایک دوسرے کو پیار کرو عزت کی راہ سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو (رومیوں ۱۲/۱۰) ؛

بہت سے مقامات میں بائبل شوہروں جوروؤں ماں باپوں اور بچوں کے فرایض کی نسبت تعلیم دیتی ہے مگر سرسری طور پر دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھائیوں اور بہنوں کے فرایض کی نسبت تھوڑا سا یا قریباً کچھ بھی بیان نہیں کرتی لیکن جب ہمکو یاد آتا ہے کہ بائبل میں مسیحیوں کے باہمی فرایض کی نسبت بہت کچھ کہا گیا ہے اور مسیحی آپس میں بھائی اور بہن کا رشتہ رکھتے ہیں تو ہمیں بھائیوں اور بہنوں کے باہمی فرایض پر کافی حوالے نکالنے میں کچھ دقت معلوم نہیں دیتی ؛

سند کی آیت مسیحیوں کو خطاب کرتی ہے۔ لیکن اسی طرح پر وہ اُن کے لئے بھی استعمال کی جاسکتی ہے جو ایک خاندان میں بھائی اور بہن کا رشتہ رکھتے ہیں۔ قدیم اسپارٹا میں بچے صرف سرکاری نوکری کے لئے تربیت پاتے تھے۔ سات برس کی عمر میں وہ اپنے والدین کے گھر سے نکالے جاتے ہیں اور ایک ساتھ ملکر بہت تربیت پاتے تھے۔ اسی طریقے سے ایک مضبوط بہادر اور جفاکش قوم پیدا ہوئی لیکن وہ صرف جسمانی دلیری اور فوجی مردانگی میں ہی بڑے ہوتے تھے نیک چلنی کی زیادہ عمدہ خصلت کی انمیں کمی تھی یہہ باتیں صرف اُسی وقت حاصل ہوتی ہیں جبکہ بچوں کی تربیت خاندان میں کی جاوے۔ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ ایک خاندان میں لڑکے بالکل علیحدہ ہوں اور لڑکیاں علیحدہ اور وہ ان دونوں کو انکی تمام تعلیم میں علیحدہ رکھتے ہیں لیکن خدا کی تدبیر اس سے بہتر ہے۔ وہ یہہ ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں خاندان میں ایک ساتھ پڑھیں اور تعلیم پاویں خانگی زندگی میں دونوں فریق یعنے لڑکے اور لڑکیاں آپس میں ایک دوسرے سے نزدیکی تعلق رکھتے اور ملتے جلتے ہیں۔ اور بے معلوم ہر ایک اپنے اپنے چال چلن کا اثر ایک دوسرے پر ڈالتا ہے۔ خاندان میں اکلوتا بیٹا جو بھائیوں اور بہنوں کے نزدیکی تعلق کے بغیر پرورش پاتا ہے اپنے لڑکپن کی تربیت کا ایک ضروری حصہ کھو دیتا ہے یہی حال اُن لڑکوں کا ہوتا ہے جو بہنوں کی تاثیر کے بغیر یا اُن لڑکیوں کا جو بھائیوں کی تاثیر کے بغیر پرورش پاتے ہیں۔ نیک والدین کی تاثیر کی از حد ضرورت ہے لیکن اس کے علاوہ بھائی بہنوں کی تاثیر کو بھی جو ایک دوسرے پر ہوتی ہے ہم نظرانداز نہیں کرسکتے جبکہ دو یا زیادہ اشخاص آپسمیں کوئی رشتہ رکھتے ہیں تو اس رشتے کے ساتھ چند فرایض شامل ہوتے ہیں بھائیوں اور بہنوں کے باہمی فرایض جو ایک دوسرے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں کون سے ہیں؟

(۱) اُن کو ایک دوسرے کے ساتھ مہذب اور مؤدب ہونا چاہئے ؛

بے شک خانگی زندگی کی ملائمت میں اس تکلف سے کم و بیش زیادہ آزادی ہوتی ہے جو کہ اجنبیوں اور باہر والوں کے ساتھ ملنے میں ظاہر کیا جاتا ہے لیکن تاہم حقیقی اور اصلی خوش اخلاقی بھی ضرور ہونی چاہئے خُلق ایک ایسی شئے ہے جس سے کہ لوگ مجلس کے درمیان مثل پوشاک کے اپنے تئیں ملبس کرتے ہیں۔ بعض لوگ جسقدر خوش اخلاقی مجلس میں ظاہر کرتے ہیں اس سے زیادہ بداخلاقی گھر پر دکھلاتے ہیں۔ ایسا کہ وہ خودغرض بدتمیز اور بے رحم ہو جاتے ہیں حقیقی خوش اخلاقی ہمارا ایک جز ہے جو مثل کپڑوں کے اُتارا نہیں جاسکتا ہے۔ ایک شخص کا حقیقی چال و چلن اس کے اپنے بھائیوں اور بہنوں کے سلوک کرنے سے ظاہر کیا جاتا ہے ؛

(۲) اگر جوانوں میں سے کوئی کسی شخص کی نسبت سوچتا ہے کہ وہ تمہاری زندگی کے لئے ایک لائق ساتھی ہو تو میں تمہیں صلاح دیتا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو اس بات کی تحقیق کر لو کہ خانگی روزمرہ کی زندگی میں اُس کا سلوک اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ کیسا رہا ہے۔ جیسا سلوک اُن کا اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ رہا ہے ویسا ہی سلوک بیاہ کے بعد تمہارے ساتھ رہیگا ؛

بھائی اور بہن آپسمیں ایک دوسرے کی خوش اخلاقی کو ایسا ہی طلب کرتے ہیں جیسا کہ وہ اجنبی یا باہری دوست سے طلب کرتے ہیں تاہم کتنی دفعہ یہہ بات صحیح نکلتی ہو کہ

ہم فکر سے خیال رکھتے اجنبی کا
مہمان کو دکھاتے چہرہ خوشی کا
لیکن اپنوں کے لئے سخت کلام تیار
گرچہ کرتے انھیں کو زیادہ پیار

اگر خاندان میں بھائیوں اور بہنوں کے درمیان زیادہ خوش اخلاقی اور ادب کا لحاظ ہو تو ہمارے گھر زیادہ خوشی کی حالت میں رہینگے۔ اس سے ہماری توجہ بھائیوں اور بہنوں کے دوسرے فرض کی طرف جاتی ہے جو یہ ہے کہ

(۳) ایک دوسرے پر مہربان ہو ؛

اسی طرح سے سند کی آیت ہمیں یہہ حکم دیتی ہے کہ محبت کی راہ سے ایک دوسرے کو پیار کرو ؛

مہربانی کس کو کہتے ہیں؟ ہم سب اُسکو اُسی وقت پہچانتے ہیں جبکہ ہم اُسے دیکھتے ہیں تاہم وہ ایک ایسی شئے ہے کہ جس کا لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے ؛

ویبسٹر صاحب اپنی لغات میں لفظ Kind یعنی مہربان کے لئے بائیس ۲۲ مختلف الفاظ دیتے ہیں جو کہ اُس کے ساتھ ہم معنی ہیں۔ ان میں سے ایک لفظ Loving یعنی مُحبّتی ہے۔ یہہ سب سے زیادہ مشہور ہم معنی لفظ ہے۔ بغیر محبت کے مہربانی نہیں ہو سکتی ؛

مہربانی وہ محبت ہے جو چہرے میں چمکتی ہونٹوں کے وسیلے بولتی اور روزمرہ کی زندگی میں اپنی کارروائی دکھاتی ہے۔ یہہ محض نیکی اور فیاضی ہی کا جوش نہیں ہے جو بعد توقف کے یکایک پیدا ہو جائے اور مزاج کے موافق ہمیشہ بدلتا رہے بلکہ یہہ فکرمند نیکی دوراندیش خیرخواہی اور مضبوط مرضی کا نتیجہ ہے۔ اسکی بنا جوہر ہے۔ بعض وقت پر اس کا ظہور بھی ہوتا ہے خواہ کوئی اسے معلوم کرے یا نہ کرے ؛

خوش وقت ہیں وہ لوگ جو اپنے بچپن اور جوانی کے زمانوں کو پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں اور اپنے اور اپنے بھائی بہنوں کے درمیان صرف مہربانی کے لگاتار سلسلے ہی کو یاد کر سکتے ہیں ؛

یہہ کیا ہی عمدہ محبت کی یادگار ہے جو ایک چھوٹی لڑکی نے اپنے بھائی کو جسے وہ پیار کرتی تھی دی بھائی عمر میں اس سے بڑا تھا اور بیمار ہو کر مر گیا وہ اپنے ہی چھوٹے پلنگ پر رکھا گیا اور ماں اسکی چھوٹی بہن کو اُسے دکھلانے کے لئے لے گئی۔ جبکہ وہ اُس کے پیارے چہرے کو دیکھ رہی تھی جو سنگ مرمر کی طرح سفید اور سرد تھا تو بہت روئی۔ آخرکار اُس نے کہا "اے ماں کیا میں اس کا ہاتھ پکڑ لوں؟ ماں نے مردہ ہاتھ اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ پیاری بچی نے اُسکو اٹھا کر اور نرمی سے تھپتھپا کر کہا کہ "اس چھوٹے ہاتھ نے مجھے کبھی نہ مارا"۔ اے بچو اگر تم مرنے لگو تو کیا تمہارے بہن بھائی بھی تمہاری نسبت ایسا ہی کہہ سکتے ہیں؟

ایک لڑکے نے غصے میں آکر اپنے بھائی کو جو اُس پر بہت مہربان تھا مارا۔ چند دنوں کے بعد وہ بھائی گھر سے چلا گیا اور بیمار ہو کر مر گیا۔ دوسرا بھائی جب تک جیتا رہا رنج اور افسوس کے ساتھ اس غصہ کی مار کو ہرگز نہ بھولا کہ جس کے لئے اس کو معافی مانگنے کا موقع بھی نہ ملا۔

نظم کا ترجمہ۔ اپنے بھائی پر مہربان ہو اگر تیری خوشی کا تبسم ہٹا لیا جاوے تو اُس کا دل چھوٹا ہو جائیگا۔ ہمدردی کے پھول نکلتے ہی کملا جاوینگے۔ اگر پیار اور الفت جاتی رہے۔ اپنے بھائی پر مہربان ہو جہاں کہیں تم ہو۔ بھائی کی محبت کہیں زیادہ خالص اور قیمتی زیور ہے بہ نسبت ان موتیوں کے جو سمندر کی تہ میں سے نکالے جاویں۔ اپنی بہن پہ مہربان ہو صرف چند ہی ہیں جو بہن کی محبت کی گہرائی کو پہچان سکتے ہیں۔ سمندر کی دولت اس سطح سے جو اوپر چمکتی ہے سیکڑوں ہاتھ نیچے ہے۔ تیری مہربانی تیرے لئے بہت سے خوشی کے موقعہ لائیگی۔ اور برکت تیرے راستے کو زینت بخشیگی الفت تیرے لئے پھولوں کا ایسا ہار گوندھیگی۔ جو دولت اور شہرت سے کہیں زیادہ قیمتی ہوگا ؛

ہمارے سب فرائض ایک دوسرے سے جُتے ہوئے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے اندر سے پیدا ہوتے ہیں خُلق مہربانی۔ اور مہربانی خود انکاری سے نکلتی ہے۔ مہربانی کے بعد کا فرض جس کا اب میں ذکر کرتا ہوں یہہ ہے کہ ؛

(۳) خود انکار ہو۔

کتنی دفعہ خاندان کے اطمینان کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے کتنی دفعہ بھائیوں اور بہنوں کے جھگڑوں کے باعث گھر میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ اگر بچے چھوٹے ہوں تو یہہ جھگڑے بہت جلد فراموش ہو جاتے ہیں لیکن اگر زیادہ بڑے ہوں تو نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ ہمیشہ کی جدائی ہو جاتی ہے ایسے جھگڑے اکثر ملکیت کی نسبت ہوتے ہیں۔ والدین برسوں تک سخت محنت کرتے ہیں تاکہ اپنے بڑھاپے اور بچوں کے لئے کچھ روپیہ جمع کریں لیکن تب اُنکی موت کے وقت بچے اس تھوڑی سی ملکیت کیلئے جو چھوڑی گئی ہے آپس میں جھگڑتے ہیں ؛

یہہ جھگڑا خودغرضی سے پیدا ہوتا ہے۔ دونوں ایک ہی بات کو چاہتے ہیں اور کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ دوسرے کی خاطر اپنی بات کو چھوڑنے پر راضی ہو۔ جھگڑا کرنے کی بہ نسبت مان لینا زیادہ بہتر ہے اور وہی حقیقی فتحیاب ہو جو مان لیتا ہے۔ وہ اپنے تئیں بھی مغلوب کرتا ہے اور دوسروں کو بھی۔ خودانکار بچے کے زیادہ رفیق ہوتے ہیں اور حقیقت میں وہ خودغرض بچے کی بہ نسبت زیادہ مہربانی حاصل کرتا ہے ؛

محبت اور صلح کو قائم رکھنے کے لئے ہر ایک خاندان میں دو باتوں کا ہونا ضروری ہے یعنی صبر اور ہمدردی کا بہ نسبت دوسروں کے خودغرضی سے ہم ہی کو زیادہ تکلیف پہنچتی ہے۔ اس سے اوروں کو تو تھوڑے ہی عرصہ کے لئے رنج ہوتا ہے لیکن ہمارے ساتھ بہت عرصے تک قائم رہتا ہے۔ چھوٹی انا Anna، کھڑکی کے پاس پلنگ پر لیٹی تھی۔ اس کے رخسار سخت بخار کے باعث سُرخ ہو رہے تھے۔ اسی کمرے میں اُس کا بھائی رابرٹ بھی تھا جو جہاز بنانے میں مشغول تھا۔ بیچاری بہن ہتوڑے کی آواز کی برداشت نہیں کر سکتی تھی لیکن وہ کام کئے ہی گیا۔ گویا کہ اُسکی کچھ پرواہ ہی نہیں کرتا۔ Anna نے نرمی سے کہا "رابرٹ مہربانی کر کے مجھے ایک گلاس پانی لادو میرا گلا خشک ہو گیا ہے۔ اور میرا سر بہت دکھتا ہے"۔ ہتوڑے کے شور کی آواز پھر سنائی دی اور Anna نے ایک دفعہ پھر پانی لانیکی درخواست کی تب رابرٹ نے سختی سے چلا کر کہا Anna ذرا ٹھہر جاؤ میں ابھی نہیں لا سکتا۔ آخرکار رابرٹ نے صراحی میں سے پانی انڈیلا جو دھوپ میں رہنے کے باعث گرم ہو گیا تھا "آہ یہہ پانی نہیں رابرٹ مہربانی کر کے میرے لئے چشمے سے تھوڑا تازہ اور ٹھنڈا پانی لادو" اُس نے کہا Anna مجھے

اس قدر دق نہ کرو دیکھتی نہیں ہو کہ میں کام میں کیسا مشغول ہوں یہہ پانی اُسی کی مانند اچھا ہے۔ پھر تھوڑے سے گھٹ گھٹ ہونے لگی۔ بیمار گلاس کو لیکر اور تھوڑا سا پانی پیکر پھر تکیہ پر لیٹ گئی اور آہستہ سے کہنے لگی" ہائے بیوا سٹر" کے لئے یہہ پہلا موقع تھا جسمیں اُسنے اپنے بھائی رابرٹ کی محبت کو جانچا۔ دوسرے ہی روز وہ مر گئی اور جبکہ چھوٹا سا تابوت کمرے میں قبر پر لیجانے کے تیار دھرا تھا اسوقت سب سے زیادہ حسرت کے آنسو اُسی چھوٹے لڑکے نے بہائے۔ جس نے اپنی خود غرضی کے سبب سے اپنی مرنے والی بہن کی خواہش کی طرف ذرا توجہ نہ کی ۔٭

ایک مسیحی کی خدمت اور اُس کا انعام

ڈیر ایڈیٹر نورافشان

امید اغلب ہے۔ کہ آپ مندرجہ ذیل مضمون کو اپنے اخبار گوہر بار کے کسی گوشہ میں تسطیر فرماکر راقم کو ممنون فرماوینگے تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گذرا۔ کہ جھنگ بار میں طاعونِ ملعون نے اس شدید شدت سے اپنا زور دکھلایا کہ پیرو جوان و خورد و کلان اپنے عزیز و اقارب کو ملک عدم کے ابن السبیل دیکھکر کفِ افسوس ملنے لگے۔ اُن ایام میں کوئی ماں ایسی نہ تھی کہ جس کو اپنے لختِ جگر کے جدا ہونے کا قلق نہ ہو۔ ایام متذکرہ میں وہ جنگجو بہادر جو گویا موت کا مقابلہ کرنے سے نہ جھجکتے تھے عازم فراری ہوئے۔٭

اے طاعون ملعون تیرا وہ فوٹو کہ جب تو بنی آدم کو اپنے منہ میں دبوچ رہی تھی۔ اگر اپنی آنکھوں کے سامنے لادیں تو بدن میں لرزہ و کپکپی آتی ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ وہ ایام تھے جس میں باپ بیٹے اور بیٹا باپ کی صحبت میں رہنا گوارہ نہ کرسکا۔ ایام مذکورہ میں کوئی دل چلا ہی جوانمرد ہوگا جس نے بیمار کی تیمارداری اپنا فرض سمجھا ایسے اشخاص بمشکل پانچ فیصدی ہی ہوں گے لیکن ہم اس موقع پر بابو وارث الدین صاحب کو آفرین کہتے ہیں کہ جنہوں نے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھکر اور لیل و نہار میں انتیاز نہ پاکر بیمار کی تیمارداری میں دعا۔ دوا اور صلاح سے مدد کی۔ مسیحیت اسی کا نام ہے ٭

بابو صاحب مذکور کی اس خدمت پر نہ صرف باشندگان جھنگ بار ہی اُن کے ممنون ہیں بلکہ صاحب کمشنر بہادر قسمت ملتان نے اِس خدمت کے صلہ میں ایک سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے جو ذیل میں درج ہے" میں یہہ بات معلوم کرکے نہایت ہی خوش ہوں کہ اُن مجوزہ تجاویز میں جو دافع پلیگ ۱۹۰۴ء میں شہر اور ضلع لائلپور میں قرار پائی تھیں آپ نے بڑی خدمت کی ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بڑی سرگرمی سے آپکی امداد کی تصدیق کرتے ہیں۔ میں بھی اس موقعہ پر اُس خدمت کے صلہ میں جو آپ نے کی ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ساتھ متفق ہوکر آپ کا ممنون ہوں" میں آپ کا وفادار کمشنر ملتان"۔ ضلع ہذا میں فقط ایک ہی مسیحی ہے جس نے یہہ سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہے ٭

اس سے دو سال پہلے بابو صاحب مذکور نے پلیگ خدمت میں تیس روپیہ جو درجہ اول کا انعام تھا حاصل کیا اس موقع پر بافسوس تحریر کرنا پڑتا ہے۔ کہ ہزاروں ہزار مسیحی ہیں جو بجائے اس کے کہ بیمار کی تیمارداری کریں اُن کے پاس تک جانا پسند نہیں کرتے ٭

ای خداوہ دن جلد برپا کر کہ ہر ایک مسیحی تیرے اِس خادم کی طرح مریضوں کی خدمت کرنا اپنا فخر اور تیرے جلال کے ظاہر کرنے کا ایک وسیلہ سمجھے اگر ہم اس مسیح کے خادم کیطرح خلق خدا کے افادہ کے لئے تن دہی سے خدمت کرینگے تو خداوند مسیح کا وہ حکم جو اُس نے مسیحیوں کے لئے فرمایا ہے کہ" تمہارے ہر ایک کام سے خدا کا جلال ظاہر ہو" پورا ہوگا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین ثم آمین ٭

راقم

انجیل کا خادم۔ عطاء اللہ۔

سلامتی کا خدا

رومیوں ۱۶/۲۰ -

اس دنیا میں بہ سبب گناہ اور اُس کے خوفناک نتایج کے انواع اقسام کی آفتیں اور مصیبتیں کثرت سے لاحق و موجود ہوگئی ہیں اور اب یہہ موجودہ دنیا انسان کے لئے ایک طرح سے خوفناک زندان ہے۔ ایک شاعر نے کیا خوب شعر کہا ہے ؎

اگر دنیا نباشد دردمندیم
وگر باشد بہ مہرش پائے بندیم

جو جو لعنتیں اور آفتیں گناہ کے مرتکب ہونے کے وقت سے بنی آدم پر لازم ٹھہر چکی ہیں اُنکو کون ٹال سکتا ہے ہر ایک بشر کی زندگی گویا پر خطر زندگی ہے جس کے ہر قدم پر کوئی نہ کوئی آفت گہات لگائے اُس کا شکار کرنے کے لئے تیار ہے۔ کون موت کو اُلٹ سکتا ہے؟ کون دکھ اور معیبت کے آنے کو روک سکتا ہے؟ کون قدرتی باتوں کو اُلٹ سکتا ہے؟ کون انقلاب کو تھام سکتا ہے کون دنیا پر سے لعنت کو اُٹھا سکتا ہے! بھلا کس کی مجال ہے کہ اُن تمام باتوں کو جو بہ سبب گناہ کے بطور نتیجے کے عمل میں آرہے ہیں ٹال دے؟ بلکہ گناہ کی گہری تاریکی میں گناہ کی خوفناک سزا مانند ایک بڑے طوفان کے لگاتار برگشتگی کے وقت سے چل رہی ہے اور دنیا میں کسی چیز میں امن اور قیام نہیں ہے جس چیز پر نظر ڈالو بے قرار ہے جدھر دیکھو لعنت اور

خرابی نظر آتی ہے۔ گویا آفتوں کی آندھی اور مصیبتوں کا طوفان بڑے سمندر کی لہروں کی طرح موجیں مارتا اور بڑے طلاطم پر ہے۔ جہاں دیکھو انسان کے لئے موت اور بربادی موجود ہے۔ ہائے افسوس یہہ کیسی خوفناک حالت ہے!! کیا اس کا کوئی علاج نہیں ہے؟ ہاں ہے اور وہ یہہ ہے کہ خدا جو خالق موجودات اور کائنات ہے انجیل مقدس میں جو کلام الٰہی ہے سلامتی کا خدا کہلاتا ہے وہ ہی صرف ایسی خطرے اور مصیبت کے نازک وقت میں بنی آدم کو بچانے والا ہے۔ اُس نے ایسی بے کسی اور لاچاری میں تمام جہان پر بڑی مہربانی کی ہے اور اُس نے اِس جہان کو ایسا پیار کیا ہے کہ اُس نے اپنا پیارا بیٹا بخشا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے وہ ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے اُس معبود کا یہہ نام God of peace یعنے سلامتی اور امن کا خدا حقیقت میں گنہگار انسان کے لئے ایسی پُرخطر حالت میں پناہ اور حفاظت کا نام ہے جو سوا انجیل مقدس کے اور کسی کتاب میں پایا نہیں جاتا اور اُس کلام الٰہی میں صاف صاف بتلایا گیا ہے کہ ربّنا المسیح میں خدا سلامتی کا خدا ہے اور اگر کوئی شخص مسیح کی امداد کو قبول نہ کرے تو اس کے لئے وہی خدا بھسم کرنے والی آگ اور انتقام لینے والا خدا ہے۔ اے ناظرین کیا آپ اس عمدہ پناہ کو قبول نہ کروگے؟ اور سلامتی کے خدا کو اپنا نجات دہندہ اور پیارا معبود قبول نہ کروگے اور خداوند یسوع مسیح کو اپنا شفیع مانکر دلی اطمینان حاصل نہ کروگے؟ اگر ایسا نہ کروگے تو آپ بڑے خطرے میں ہوکر اپنی بیش قیمت جان کو ناحق ضایع کروگے اور کسی طرح سے ہرگز ہرگز گناہ کے خوفناک نتیجے سے بچ نہ سکوگے۔

راقم

جے۔ ایس

شیلونگ میں بیداری

جیسا داؤد اپنے مزموروں میں خدا کی صنعتوں کی نسبت فرماتا ہے کہ اے خداوند میرے خدا تیری عجایب قدرتیں جو تو نے کر دکھلائیں بہت سی ہیں پھر وہ فرماتا ہے کہ وہ بیان سے باہر ہیں ویسا ہی اُس عجیب کام کی نسبت جو آج کل کھاسیا پہاڑ پر ہو رہا ہے۔ کون بیان کر سکتا ہے وہاں کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ اس جگہ کا روحانی عجیب وغریب کام لکھا نہیں جاتا۔ صرف عام باتوں کا حال بیان ہو سکتا ہے کیونکہ انسانی الفاظوں میں روح کے عالیشان واقعات کے حال کون لکھ سکتا ہے تو بھی خدا چاہتا ہے کہ ہم جہانتک ہو سکے اُنکا مفصل بیان کریں تاکہ اُس کے جلالی نام کی عزت وتعظیم ہووے ہم اس امید سے لکھتے ہیں کہ خدا لوگوں کے دلوں کو اُسکا وے اور اُبھارے تاکہ وے بھی ایسی ہی برکتوں کے امیدوار اور طلبگار بنیں۔

شیلونگ اسام ملک کا دار السلطنت ہے۔ وہاں سب قسم کے آدمی رہتے ہیں۔ اور سرکاری ملازمت بہت ہے روپیہ کمانے کی نیت سے وہاں بہت دنیادار آدمی بھی موجود ہیں اور طرح طرح کی آزمائشیں بکثرت وہاں ہوتی ہیں اس لئے وہاں روحانی کام تنزلی پر رہا لیکن خدا کا روح ایک غالب آنے والا روح ہے اُس کے وسیلہ سے ایسی سخت جگہ میں بھی بیداری کا وقت شروع ہوا ہے۔ اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ یہہ بیداری کس طرح شروع ہوئی ہمارا یہی جواب ہے کہ ہوا جدھر چاہتی چلتی ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ بہت عرصہ سے مسیحیوں نے جانفشانی سے دعا مانگی اور انکی جان ترستی تھی کہ خدا کی روح نازل ہووے۔ ویلس ملک کی کلیسیا بھی کھاسیا کے لوگوں کے لئے دعائیں لگی رہی اور کھاسیا میں بھی لوگ انتظاری میں رہے۔

شیلونگ کی کلیسیا کے زیادہ تر شرکا جوان مسیحی ہیں جنکے والدین مسیحی تھے اس لئے وہ اکثر نام ہی میں مسیحی تھے اور نہ دل وجان سے مسیح سے محبت ودلی رفاقت رکھتے تھے اب خدا نے اپنی پاک روح کے وسیلہ سے ان لوگوں میں ایسی دلی تبدیلی پیدا کی کہ اب اُن کے دل مسیح کی محبت سے لبریز ہیں اور اُس کے نام کی تعریف ظاہر کرنی چاہتے ہیں۔

اس بیداری کا ایک اور سبب ہے جسکا ذکر یسعیاہ نبی کے ۵۲ باب کی ۵ اور ۶ آیات میں مذکور ہے گذرے کئی برسوں میں لوگوں نے اس مسیحی کلیسیا کی مخالفت میں بہت سخت باتیں کہیں لیکن اب خدا اٹھا ہے تاکہ اُس کے عظیم نام کا جلال سب پر روشن ہووے۔

خدا کی اس روحانی ہوا کی قدرت وتاثیر سے ہم پورے طور سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں لیکن ہم اُسکی تاثیر لوگوں کی تبدیل شدہ زندگی میں دیکھتے ہیں کیونکہ اب اُن کے درمیان نئی رفاقت ومحبت کا ظہور ہے مسیحیوں کی پرجوش وسرگرم دعاؤں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ خدا سے قربت رکھتے ہیں۔

شیلونگ کی میٹنگوں میں خدا ذوالجلال کے دیدار سے ہم سب نے آسمانی خوشی چکھی بہت عرصہ سے دعا کی میٹنگ روز بروز ہوتی رہی جنمیں مسیحی روح کے نازل ہونے کی راہ تکتے رہے۔

اپریل مہینے کی پہلی تاریخ شام کی عبادت میں ایک شخص نے نہایت دلسوز دعا مانگی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اُسکی جان روح کے آنے کے لئے پیاسی اور بے چین ہے اور دوسرے مسیحی بھی چپکے سے دعا اور منت کرنے لگے تب قریب ساری جماعت چلاتی اور روتی ہوئی خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگی اور دلوں نے خوشی سے پکارا کہ مسیح بچانے میں قادر ہے اس میٹنگ کا بیان میں کیسے کروں ایک بینچ پر ایک جوان عورت بیٹھی ہوئی تھی جو

بہت دن سے شیطانی راہ چلنے والی تھی اور اُس کی ماں بھی اُس کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی جب ماں نے دیکھا کہ میری بیٹی توبہ کر رہی اور خدا سے معافی کے لئے دعا مانگ رہی ہے تو وہ مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی اور تالیاں بجانے اور خوشی کے نعرے مارنے لگی۔ اِس ماں کی خوشی دیکھکے ایک جوان آدمی نے جو گرجے کی دوسری طرف بیٹھا ہوا تھا اِس کے پاس آکے ایک گیت اٹھایا اُسکا گیت یہہ ہی رہا کہ یسوع کو تم جانو شہنشاہ۔ اُس گیت میں اور کوئی شامل نہ ہوا بلکہ دوسری طرف لوگ دعا میں مشغول تھے ایک بیوہ نے جسکا بیٹا جماعت میں حاضر تھا اُس جوان سے منت کی کہ وہ بھی دعا میں لگا رہے تاکہ خدا کا جلال اُس پر بھی ظاہر ہو ۔

ایک عورت اپنی ہی دل کی سختی پر نادم ہوکے زمین پر غش کھا کے گر گئی۔ ایک جوان مرد پر جو صرف نام کا بھی تھا بڑی دہشت چھاگئی۔ اُسکو ایسا معلوم ہوا کہ گویا خدا کے غضب کے کوڑے مجھ پر پڑ رہے ہیں اُس نے چاہا کہ میں گرجے سے بھاگ نکلوں لیکن اُٹھ نہ سکا پھر بڑی جانکنی کی حالت میں اُس نے چلا چلا کے خدا سے رحم چاہا خدا نے اُسکی منت وزاری سن لی اور اُس کے دل میں اطمینان حاصل ہوا کیونکہ اُسکو معلوم ہوا کہ مسیح نے مجھے معاف کیا ۔

ایک دوسرے جوان شخص کا ذکر ہے جس نے اکثر خدا کے کلام کی باتوں کو ٹھٹھے اور دل لگی میں اڑایا اب اِس بھاری گناہ نے اُسے ایسا پکڑا کہ وہ نہایت خوف زدہ ہوگیا کیونکہ اُسے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پوشیدہ ہاتھ مجھے اینٹھتا ہے کئی دن تک وہ اپنے پلنگ پر بیمار سا پڑا رہا جب اُس نے شفا پائی تو وہ ایک خدا ترس آدمی بن گیا کسی ایک حاضرین سے میں نے سنا جو بالکل اعتبار کے لائق ہیں کہ اُس بھائی کے جو گرد جس نے پہلے دعا مانگی تھی اتنے گھرے بادل تھے کہ تیتی کی روشنی اُن سے چھپ گئی اور دن کو آگ کے سے بادل معلوم ہوکے ایک مسیحی عورت ذکر کرتی ہے کہ میں نے مسیح مصلوب کو گرجے میں دیکھا تھا اُسے ایسا معلوم ہوا کہ خدا باپ اپنے بیٹے کو دنیا میں دکھ سہنے کے لئے بے دریغ بھیج رہا ہے اور بیٹا خوشی سے اِس دکھ کو قبول کر رہا ہے۔ اُس نے گویا اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خدا کا غضب بیٹے پر نازل ہوا اور بیٹا جانکنی میں ہوکے کانپتا ہے وہ جانتی تھی کہ یہہ بے بیان دکھ میرے ہی لئے تھا کیا عجب ہے کہ اِس عورت کا دل پرجوش محبت سے بھر گیا ہو ۔

اُسی دن سے شیلونگ میں بہت ہی مبارک وقت ہوا ہے بہت سے کھوئے ہوئے بیٹے اور بیٹیاں لوٹ آئے ہیں اُن کے بڑے بھائی اُسکی مانند نہیں ہیں جسکا ذکر تمثیل میں ہے کیونکہ وہ اِن گنہگاروں کو بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں ۔

ایک مذہبی ٹھیک فیصلہ

یہہ کوئی آسان بات نہیں ہے کہ کوئی ایک فرد بشر مذہبی باتوں کے متعلق ایسا ایک ٹھیک فیصلہ دے سکے البتہ ناظرین کو اِس عنوان یعنی مذہبی ٹھیک فیصلہ پر نظر ڈالتے ہی ایک قسم کی حیرت ہوگی۔ کوئی نوآن ہونی بات قرار دیکر اِس سے درگذر کریگا اور کہیگا کہ ہاں پڑھ تو لیویں کہ کیا ماجرا ہے مگر جو اہل فکر ہیں وہ نفس مضمون پر غور کرنے سے دریغ نہ کرینگے اور لفظوں پر نہیں بلکہ متکلم کے کلام سے اُس کے دِلی مدعا تک پہنچنے کی کوشش کرینگے۔ تب امید ہے کہ ایک اعلیٰ مقصد کی روشنی کی جھلک اُن کے نور قلب کے پیش نظر چمکیگی جو اِس دنیا میں کسی نہ کسی مذہب کو اختیار کر رکھنے کی غایت ہے۔ اب چونکہ اِس مختصر میں مرحلے بہت طے کرنے ہیں اِس لئے تمہید کو یہیں چھوڑتے ہیں تاکہ طوالت نہ ہو بہ مصداق گر شخص کس است یک حرف بس است ۔

یاد رہے کہ جو خاص مضمون راقم کے دل میں جوش مار رہا ہے اُسمیں دنیا کے تمام مذاہب کے مختلف طریقوں کا تذکرہ کرنا محال ہے اور مذہبی کتابوں کے حوالجات بھی چنداں نقل نہ کئے جائینگے اور نہایت مختصر اشارات کے سوا بزرگوں کے اقوال درج کرکے مضمون کو طوالت نہ دیجائیگی۔ اگر کسی قول مختصر کی ضرورت پڑی تو اُس کا برمحل تذکرہ کر جانا امید ہے کہ ناظرین کو ناگوار نہ گذریگا اور پھر قطع نظر دیگر مذاہب اور ادیان کے یہاں صرف ہمارے ملک کے مذاہب میں سے دھرم ہنود۔ دین اسلام اور مسیحی مذہب کے لوگوں کا ذکر اُسی مقصد کے پیرایے میں کیا جائیگا جو کہ اِس مضمون میں مدنظر ہے۔ اِس موقعہ پر صرف ایک سوال سرسری طور پر کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کی توجہ اُس خاص مقصد کی طرف مبذول ہو جاوے کہ کیوں ہم تم نے اِس دنیا میں کسی دین ودھرم کا سہارا لے رکھا ہے اور اِس سے غرض کیا ہے؟ چونکہ غور اور تامل کے بعد دنیا کے حالات پر نظر ڈالنے سے ہزارہا مقاصد کی فوجیں کمربستہ ہوکر قوت خیال کے آگے آکھڑی ہونگی لیکن اِس سوال کا مطلب بالکل سیدھا اور سادہ ہے اگر یہاں تک آپ کے ذہن کی رسائی نہیں یا جان بوجھ کر آپ کوئی ایسا الجھانے والا جواب پیش کرتے ہیں جس سے اِس سوال کا مطلب فوت ہوجائے تو یہاں صرف اتنا بتایا جاتا ہے کہ یہی لبِ لباب دین دھرم کے اختیار کرنے میں خدا کی رضا ہے چنانچہ ہنود محمدی اور عیسائی بلکہ عموماً اکثر دنیا کے اہل مذاہب اِس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ دنیا میں مذہب کے متعلق جو بات ہے وہ یہہ ہے کہ انسان نیکی کرے اور اِس دنیا میں نیکی کے برعکس دوسری راہ بدی کی ہے اور اِن دوراہوں کے سوا تیسری کوئی راہ نہیں ہے۔ نیکی سے خدا کی رضا ہے اور بدی سے خدا ناراض ہے (باقی آئندہ)

بقیہ صفحہ ۲

یا کہنا بھی ہے تو دونوں پہلو کو بغور مطالعہ کرنا اور واضح طور پر پبلک کو دکھلانا چاہئے۔ یکطرفہ کارروائی سے پبلک کو بدظن کرنا اچھا نہیں۔ اگر سلطان کی عملداری میں ایسا ہی سلوک ہوتا ہے تو اس کا طبعی اور واجبی نتیجہ بھی ہونا چاہئے۔ فرض کرو کہ آج انگریزی حکومت بھی عین اسی پیمانہ پر ہندو مسلمان رعایا کے ساتھ برتاؤ کرے تو کیا ہمیں یہی نتیجہ بلکہ اس سے بھی بڑھکر درد انگیز اور امن کش نتیجہ برآمد نہو گا؟ ہماری انگریزی مہربان سلطنت کے سلطان کے قوانین کا مطالعہ اور مقابلہ کریں تو فرق معلوم ہوگا۔ آزادگی اور حسن سلوک اور رعایا پروری اسی کا نام ہے نہ کہ کارروائی سلطانی کا نام۔ اور شرع بھی یہی محبت کی اصل شرع ہے نہ کہ ظلم کی شریعت کا نام شرع ہو سکتا ہے۔ سچ ہے تعصب انصاف کا قاتل ہے ٭

عموماً ہند کی بہ نسبت برما میں بیئر شراب زیادہ خرچ ہوتی ہے۔ پانچ برس کا عرصہ ہوگذرا ہے کہ وہاں پر رنگوں سے عنقریب ۷ لاکھ گیلن بیئر شراب گئی تھی مگر گذشتہ سال ۲۶۴۴۹۳ گیلن صرف ہوئی۔ اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ بیئر کا خرچ زیادہ تر سرکار انگریزی کے جنگی سپاہیوں میں ہوتا ہے مگر اس زیادتی سے واضح ہوتا ہے کہ عوام میں اسکی زیادہ فروختگی ہوتی ہے اور لوگ شوق سے اسکو پیتے ہیں۔ اور یہہ بھی قابل غور امر ہے کہ برما میں وسکی کی بہ نسبت برانڈی زیادہ جاتی ہے۔ گذشتہ سال ۱۰۳۹۶ گیلن برانڈی اور ۵۰۳۲ ۲ گیلن وسکی برما میں آئی ٭

کشمیر ریلوے پر براہ کالہ سرائے ایبٹ آباد ایک کروڑ ۴۸ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا ٭

واقعات اور رائیں

ضلع بلند شہر میں ۸۔ اگست میں ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکی گردن بالکل نہیں تھی بلکہ سر اس کا جسم سے ملا ہوا تھا آنکھیں اسکی پیشانی کے اوپر سر کے بالوں سے متصل تھیں دونوں مونڈھے اس کے سر سے ملے ہوئے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھ سر سے نکلے۔ پانچ گھنٹہ زندہ رہکر مرگئی۔ (نامہ نگار)

ہضم غذا۔ کون کون سی غذا معدے میں کس کس عرصہ میں ہضم ہوتی ہے اسکا معلوم ہونا صحت جسمانی کے لئے ضروری ہے۔ نقشہ ذیل سے اسکی صراحت معلوم ہوگی ؛۔

نام غذا	پکی یا کچی	وقت جو ہضم کو درکار ہے	
		گھنٹے	منٹ
بھیجا	پکا ہوا	۱	۴۵
کلیجی	پکی ہوئی	۲	۳۰
مرغی کا چوزا	پکا ہوا	۲	۴۵
انڈے	خوب ابلے ہوئے	۳	۳۰
〃	کم ابلے ہوئے	۳	۰
〃	تلے ہوئے	۲	۱۵
〃	خام	۲	۰
مچھلی	پکی ہوئی	۲	۰
گوشت	پکا ہوا	۳	۱۵
〃	بھنا ہوا	۳	۰
〃	ابلا ہوا	۳	۰
مرغی	ابالی یا پکائی ہوئی	۴	۰
〃	کباب	۴	۰
بطخ	کباب	۴	۰
مکھن	گرم کیا ہوا	۳	۳۰
پنیر	.	۳	۳۰
یخنی گوشت	.	۳	۳۰
یخنی چوزہ مرغ	.	۳	۳۰
گوشت مع ترکاری	پکا ہوا	۲	۳۰
بکری کا دل	بھنا ہوا	۴	۰
سیم کی پھلیاں	پکی ہوئی	۲	۳۰
روٹی گندم	〃	۳	۳۰
چاول	پکے ہوئے	۱	۴۰
ساگودانہ	پکا ہوا	۱	۴۵
دودھ	گرم	۲	۰
دودھ	خام	۲	۱۵
سیب	پختہ	۲	۰
نارنگیاں	.	۳	۱۵
گاجر	.	۳	۱۵
چقندر	.	۳	۴۵
شلجم	.	۳	۳۰
آلو	ابالے یا پکے ہوئے	۲	۳۰
گوبھی	پکی ہوئی	۲	۳۰

(از تہذیب النسواں)

نئی اور دلچسپ کتابیں

مطبوعہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور

روضتہ الکبریٰ کی آشفتگی تیبر نیرو کے زمانے کا ایک تاریخی ناول ۶ر **ورجل کی نظم انیڈ** کا قصہ جنگ ٹرائے اور یولیس کے سفر و مصائب کے حالات معہ سوانح عمری ہومر اور یونانیوں کا علم الاصنام قیمت ۴ر۔

تاریخ بائبل مصنفہ ڈاکٹر بلیکی صاحب کی جن قوموں کا اسمیں ذکر آیا ہے اُن کے تاریخی حالات درج ہیں۔ ۵۰ صفحہ قیمت ۳ر **الہام بائبل** مصنفہ ڈاکٹر پیٹرسن مختصر اس میں بائبل کی ماہیت اور حیثیت پر مفصل بحث ہے قیمت ۲ر **یسوع مسیح کی گرفتاری اور موت** از ڈاکٹر شاکر صاحب اِس میں علاوہ تاریخی حالات و اخلاقی شریعت کے اُن ساتوں مقولوں پر مفصل بحث ہے جو خداوند یسوع کی زبان سے صلیب پر نکلے تھے قیمت ۱۲ر **الفریڈ اعظم** کی سوانح عمری ۲ر **سکندر اعظم** کی سوانح عمری ۲ر۔

میرے رہنے کا گھر جسم انسانی کا دلچسپ حال باتصویر قیمت ۲ر۔ **سورج چاند ستارے** علم ہیئت کا ایک مبسوط رسالہ باتصویر جسمیں اس وقت تک کی دریافتوں کا ذکر ہے ۸ر **تاریخ یونان** اس میں یونانیوں کی تواریخ فتوحات اور عروج و زوال کے اسباب درج ہیں ؛ **زندگی مسیح اور اناجیل اربعہ** اس میں مسیحیوں کے ایمان کی بنیاد پڑنے اور اناجیل اربعہ کے حق میں جو معتبر ثبوت ہیں اُنکا ذکر ہے قیمت ۲ر **حیات المسیح** یسوع مسیح کی زندگی اُس کے کاموں اور تعلیمات پر بحث ہے۔ قیمت ۱۲ر۔

معذرت نامہ سقراط جس میں حکیم سقراط فلسفہ یونان کا مفصل حال درج ہے قیمت ۸ر۔

درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کے نام آنی چاہئیں

پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہی

کہ پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اِس بات پر حکمتانہ شہادت ہے ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دے دیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے۔ کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر بیمہ نہیں دیتا ہے اِس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے۔ جس کسی کو چاہئے مینجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اِس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ؛

درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جن کو وہ اس فنڈ میں شریک کرانا چاہتے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؛

المشتہر

پادری والٹر جے۔ کلارک۔ مینجنگ ڈائرکٹر

نولکھا لاہور

صدر بازار راولپنڈی میں ایک پنساری کی دوکان سے ملتا ہوا ایک زینہ ہے۔ جس کی دیوار میں سے ایک عجیب آواز سنائی دیتی ہے جیسے کوئی شخص اندر سے دیوار کو کھودتا ہے۔ کئی دن ہو گئے۔ نو بجے رات کے آواز زیادہ ہو جاتی ہے۔ رات کے وقت پولیس کا پہرہ لگا رہتا ہے ؛

(اردو اخبار)

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۴ر معہ ضمیمہ ۶ر
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک ۔۔ ۔۔ ۔۔
قیمت ہر حالت میں پیشگی بھیجانیگی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۶ر	۸ر	۱ے
چوتھائی کالم	۸ر	۱ے	۲عہ
نصف کالم	۱ے	۲عہ	۴عہ
پورا کالم	۲عہ	۴عہ	۸عہ
پورا صفحہ	۸عہ	۱۶عہ	۲۵عہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر مابعد کے لئے ۱ر فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول ۴عہ معہ محصول ۵عہ
قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول ۱عہ

ضرورت

اے۔ پی۔ مشن ہائی سکول لودیانہ پنجاب میں۔ اردو و فارسی اور عربی کی تعلیم دینے کے واسطے ایک مولوی کی ضرورت ہے۔ مسیحی کو ترجیح دیجائیگی ؛

درخواستیں پرنسپل صاحب پادری آر۔ ڈی ٹریسی کے نام آنی چاہئیں

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی اڈیٹر و منیجر نورافشان کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ داتیلی کے اہتمام سے چھپا